چیل

بابر نانی کے گھر سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہوا جو اُن کے گھر کے قریب تھا۔ چلتے وقت نانی جان نے اس کے ہاتھ میں ایک پِرچ پر اپنے بنائے ہوئے دو شامی کباب تھمائے ۔ بابر کو نانی جان کے کباب بے حد پسند تھے، چنانچہ انہوں نے اُسے یہ کباب اپنے گھر جا کر کھانے کے لیئے دیئے تھے۔

شام کا وقت اور ٹھنڈی ہوا ! دن بھر میں بابر کے یہ سب سے پسندیدہ لمحے تھے۔ ابھی وہ چند قدم ہی گیا تھا کہ نانی جان کی آواز آئی "ارے بیٹا اپنے کباب ڈھانک تو لیتے!" مگر بابر نے ان کی بات سُنی اَن سُنی کردی۔ بس پیچھے مُڑ کر مسکرایا اور ہاتھ ہلا دیا۔

اب وہ ایک چھوٹے سے پارک میں سے گزر رہا تھا۔ پرندوں کے غول اُن درختوں کی طرف اُڑتے نظر آرہے تھے جن پر اُن کے گھونسلے تھے۔ اتنے سارے پرندے اور اتنے سارے درخت ! آخر ہر پرندے کو کیسے یاد رہتا ہے کہ اس کا گھونسلہ کس درخت بڑے پروں کی پَھر پر ہے؟ بابر یہ سوچ رہا تھا کہ ایک بڑا سا سایہ اُس پر پڑا، بڑے پھراھٹ سنائی دی اور ایک تیز اور لمبی چونچ والا پرندہ اس کے کباب لے اُڑا۔

اس کے سر سے کتنا قریب آ گیا تھا ، وہ بڑے بڑے پنکھ والا! بابر کو ایسا لگا جیسے کوئ بمبار جہاز اس پر سے گزر گیا۔ اصل میں وہ ایک چیل تھی ، ملک کا شاید سب سے بڑا پرندہ۔

بابر ہانپتا کانپتا ہوا گھر پہنچا اور امی کو سارا خوفناک ماجرا کہہ سنایا۔ مگر امی نے کیا کہا؟ وہ بولیں "کوئی بات نہیں بیٹے۔ ہم نانی جان سے اور کباب منگوالیں گے۔" اور فون اٹھا کر نانی جان سے بات کرنے لگیں! بابر کو حیرت بھی ہوئ اور بُرا بھی لگا۔ کیا امی کو چیل پر ذرا بھی غصہ نہیں آیا؟ وہ بدتمیز چیل !

مگر ذرا دیر میں نانی جان نے بابر کے لیے دو کی جگہ تین کباب بھجوادیے۔ نانی جان کے بنائے ہوئے تین کباب دیکھ کر بابر کا غصہ فرار ہوگیا!

بابر کے ساتھ والے فلیٹ کو حال ہی میں ایک بوڑھی خاتون نے کرایے پر لیا تھا۔ وہ خاتون بالکل اکیلی رہتی تھیں ۔ چونکہ دونوں کی بالکونیاں ساتھ ساتھ تھیں، کبھی کبھی جب بابر شام کو انہیں دیکھتا تو اشارے سے سلام کرتا، اور وہ مسکرا تی ہوئ ہاتھ ہلا کر اُسے سلام کا جواب دیتیں۔

خاتون مغرب سے پہلے اپنا کھانا لے کر وہاں بیٹھ جایا کرتی تھیں ۔

ایک دن بابر نے دیکھا کہ ایک مینا آکر بالکونی کی منڈیر پر بیٹھ گئی، اور سر گُھما گُھما کر انہیں دیکھنے لگی۔ خاتون نے اپنے کھانے میں سے تھوڑے سے چاول اس کے آگے ڈالے تو مینا اسے کھا گئی۔

اب یہ روز کا معمول ہوگیا ۔ یعنی خاتون اپنے کھانے میں سے تھوڑا سا چاول پرندوں کے لیے منڈیر پر ڈال دیا کرتیں۔ چند ہی دنوں میں کئ پرندے وہاں پہچنے لگے۔ ان میں مینائیں اور گوریائیں تھیں۔ کبوتر اور کوئے بھی تھے۔ خاتون اپنے کھانے سے پرندوں کی خاطر کرتیں۔ کبھی کبھی وہ ابلے انڈے یا ابلے آلو بھی انہیں کھلاتیں۔ ایک مٹی کے برتن میں ان کے لیے پانی بھی رکھ دیتیں۔

ان کی یہ سرگرمی بابر بڑے غور سے دیکھا کرتا۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ جب سب پرندے اپنا کھانا کھا کر اُڑ گئے تو منڈیر پر ایک اور ، بڑا پرندہ آ بیٹھا۔ بابر کا دل زور سے دھڑکا ۔ 'یہ تو وہی 'بمبار جہاز' معلوم ہوتا ہے، یعنی چیل' اس نے سوچا۔ مگر فوراً ہی اس کے دماغ نے دل کو یہ تار بھیجا " وہ دور بیٹھا ہے۔ ڈرنے کی بات نہیں ہے۔" اور اس کا ڈر ہَوا ہوگیا۔

چیل نے منڈیر پر بکھرے ہوئے چند چاول کے دانوں کو سونگھا مگر نہیں کھایا ۔ بس بیٹھی اپنا سر ادھر اُدھر گُھما تی رہی۔

خاتون کے رات کے کھانے میں اکثر اُبلا ہوا انڈا ہوتا۔ (شاید وہ اکیلے پن کی وجہ سے اپنے لیے سادہ سے سادہ کھانا تیار کرتی تھیں۔) اُنہوں نے انڈے کا تھوڑا حصہ توڑ کر چُور کیا، اور منڈیر پر ڈال دیا۔ اب چیل نے اُسے چُگ لیا۔ اور پھر وہاں سے اُڑ گئی۔

بوڑھی خاتون روز بروز کمزور ہوتی جارہی تھیں۔ مگر پرندوں کو کھانا کھلانے کا دستور انہوں نے جاری رکھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ چیل سے انہیں خاص محبت تھی، کیونکہ وہ اس کے انتظار میں وہیں بالکنی میں بیٹھی رہتیں۔ چیل سب پرندوں سے آخر میں آتی تھی۔ شروع شروع میں ناغے بھی کرتی تھی مگر جلد ہی اس نے ناغہ کرنا بند کردیا اور روز آنے لگی۔ بابر نے امی کو بتایا تو امی بولیں "یہ چیلیں تو گوشت خور ہوتی ہیں۔ چوزے کھا جاتی ہیں، چھوٹے چھوٹے چوہے اور کیڑے مکوڑے بھی کھاتی ہیں۔ بھلا انہیں غذا کی کمی کیوں ہوگی کہ وہ ان بیچاری کا آدھا انڈا لینے روز پہنچ جاتی ہے!" اس بار امی کو چیل پر غصہ آرہا تھا، مگر بابر کو غصہ نہیں آیا کیونکہ وہ پرندوں اور خاص طور پر چیل کی حرکتیں دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

بابر کو محسوس ہوا کہ بوڑھی خاتون زیادہ کمزور ہوتی جارہی ہیں کیونکہ اب انھیں کرسی پر بیٹھنے اور اٹھنے میں مشکل ہوتی تھی۔ مگر وہ پھر بھی بالکونی میں آتی تھیں، اپنی جگہ بیٹھ کر پرندوں کا انتظار کرتی تھیں۔ پرندوں کو کھاتے دیکھتی تھیں۔ بیچ بیچ میں شاید جب ان کو خیال آجاتا تھا تو اپنے منہ میں بھی کچھ ڈال لیتی تھیں۔ آخر میں وہ چیل کا انتظار کرتیں، اور جب چیل بھی اپنا انڈا یا آلو کھا کر اُڑ جاتی، تو کچھ دیر کے بعد خاتون بھی آہستہ آہستہ چل کر فلیٹ کے اندر چلی جاتیں۔

پھر ایک دن جب بابر اسکول سے آیا تو معلوم ہوا کہ پچھلی رات خاتون دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئیں۔ شاید ان کا کوئی رشتہ دار شہر میں نہیں تھا۔ اڑوس پڑوس کے لوگوں نے ان کے کفن دفن کا انتظام کیا اور وہ ظہر کی نماز کے بعد دفنا دی گئیں۔

اُس شام بابر اپنی بالکنی پر بیٹھا افسردگی سے ان کی بالکونی پر رکھی ان کی خالی کرسی کو دیکھ رہا تھا۔

مغرب سے کچھ پہلے چڑیائیں آنے لگیں۔ آج منڈیر پر ان کا کھانا نہیں تھا۔ ان میں سے چند وہیں زمین پر گِرے ہوئے گَل کے چاول چُگنے لگیں۔ ایک مینا، اور دو چار گوریا

ئیں اپنی عادت کے مطابق خاتون کی کرسی پر پُھدک رہی تھیں، بول رہی تھیں۔ شاید یہ کہہ رہی تھیں کہ 'وہ اچھی انسان کیوں نہیں آئیں، ہمیں کھانا کیوں نہیں کِھلا یا ؟'

تھوڑی دیر بعد جب چڑیائیں جانے لگیں تب ہوا میں ایک جنبش ہوئی۔ اور پھر بڑے بڑے پر پھڑپھڑانے کی آواز کے ساتھہ چاقو جیسی چونچ والی چیل آکر بالکونی کی منڈیر پر بیٹھہ گئی۔ اس نے اپنی گردن گُھما کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر نہ اس کا کھانا تھا نہ کِھلانے والی تھیں۔

چیل کچھہ دیر وہاں بیٹھی رہی۔ دو تین بار اپنی گردن گُھما گُھما کر خالی کرسی پر نظر ڈالی ، اور پھر ایک تیز چیخ کے ساتھ وہاں سے اُڑ گئی۔

بابر نے چیل اور دوسرے پرندوں کو پھر کبھی مرحومہ کی بالکنی پر آتے نہیں دیکھا۔

****

آمنہ اظفر

KAHANI CHAMAN
کہانی چمن